THE
SENATE OF PAKISTAN
DEBATES

OFFICIAL REPORT

Monday, 17th May, 2010
(61st Session)
Volume V No.12
(Nos.1-14)

CONTENTS

Pages

1 Recitation from the Holy Quran……………………………… 1
2 Leave of Absence………………………………………. 2
3 Discussion on Resolution Regarding the Age Relaxation………. 9-31
4 Point of Order
i. Condemnation of the Unholy Caricatures on Face Book 32-37

Printed and Published by the Senate Secretariat, Islamabad.

Volume V	SP. V(12)/2010
No.12	130

SENATE OF PAKISTAN

SSENATE DEBATES

Monday, May 17, 2010

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad at thirty four minutes past four in the evening with Mr. Chairman (Mr. Farooq Hamid Naek) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔

بِسمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔

اَمْ یَقُوْلُوْنَ افْتَـرٰی عَلَی اللّٰہِ کَذِبًا ۚ فَاِنْ یَّشَاِ اللّٰہُ یَخْتِمْ عَلٰی قَلْبِکَ ؕ وَیَمْحُ اللّٰہُ الْبَاطِلَ وَیُحِقُّ الْحَقَّ بِکَلِمٰتِہٖ ؕ اِنَّہٗ عَلِیْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ۔ وَھُوَ الَّذِیْ یَقْبَلُ التَّوْبَۃَ عَنْ عِبَادِہٖ وَیَعْفُوْا عَنِ السَّیِّاٰتِ وَیَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ۔ وَیَسْتَجِیْبُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَیَزِیْدُھُمْ مِّنْ فَضْلِہٖ ؕ وَالْکٰفِرُوْنَ لَھُمْ عَذَابٌ شَدِیْدٌ۔

ترجمہ: کیا وہ کہتے ہیں کہ آپ نے اللہ پر جھوٹ باندھا ہے پس اگر اللہ چاہے تو آپ کے دل پر مہر کر دے اور اللہ باطل کو مٹا دیتا ہے۔ اور سچ کو اپنی کلام سے ثابت کر دیتا ہے بے شک وہ سینوں کے بھید خوب جانتا ہے۔ اور وہی ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے اور ان کے گناہ معاف کردیتا ہے اور جانتا ہے جو تم کرتے ہو۔ اور ان کی دعا قبول کرتا ہے جو ایمان لائے اور نیک کام کیے اور انہیں اپنے فضل سے زیادہ دیتا ہے اور کافروں کے لیے سخت عذاب ہے۔

(سورۃ الشوریٰ آیات 24تا26)

جناب چیئرمین: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ Leave applications لے لیتے ہیں۔

Leave of Absence

جناب چیئرمین: جناب الیاس احمد بلور صاحب نے ذاتی مصروفیات کی بناء پر مورخہ 17اور 18مئی کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: جناب محمد کاظم خان صاحب ذاتی مصروفیات کی بناء پر مورخہ 14مئی کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے اس لیے انہوں نے اس تاریخ کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: جناب عدنان خان صاحب ذاتی مصروفیات کی بناء پر مورخہ 13اور14مئی کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے اس لیے انہوں نے ان تاریخوں کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: جناب ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی صاحب نے ذاتی مصروفیات کی بناء پر مورخہ 14اور17مئی کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: جناب وقار احمد خان صاحب (وزیر برائے نجکاری) نے اطلاع دی ہے کہ وہ سرکاری دورے پر ملک سے باہر جا رہے ہیں۔ اس لیے وہ مورخہ 17 تا24مئی اجلاس میں شرکت نہیں کر سکیں گے۔ جناب بابر خان غوری صاحب (وزیر برائے جہاز رانی و بندرگاہوں) نے اطلاع دی ہے وہ کراچی میں پہلے سے طے شدہ مصروفیات کے باعث آج مورخہ 17مئی کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکیں گے۔

مخدوم شہاب الدین صاحب (وزیر صحت) نے اطلاع دی ہے کہ وہ ملک سے باہر ہیں اس لیے مورخہ 17 تا24مئی اجلاس میں شرکت نہیں کر سکیں گے۔

جناب نجم الدین خان صاحب (وزیر برائے ریاستی و سرحدی امور) نے اطلاع دی ہے کہ وہ بعض مصروفیات کے باعث مورخہ 17 تا23مئی اجلاس میں شرکت نہیں کر سکیں گے۔

میر ہزار خان بجارانی صاحب (وزیر برائے صنعت و پیداوار) نے اطلاع دی ہے کہ وہ صدر مملکت کے ہمراہ کراچی میں ہیں۔ اس لیے آج مورخہ 17 مئی کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکیں گے۔

Senator Sardar Mohammad Jamal Khan Leghari: Mr. Chairman, I want to raise a point.

جناب چیئرمین: جی۔

Senator Sardar Mohammad Jamal Khan Leghari: I would like to draw the attention of your good self sir to article 55 (2) of the Constitution of the Islamic Republic Pakistan whereby it clearly states:

(2) If at any time during a sitting of the National Assembly the attention of the person presiding is drawn to the fact that less than one−fourth of the total membership of the Assembly is present, he shall either adjourn the Assembly or suspend the meeting until at least one−fourth of such membership is present.

Mr. Chairman, right now as you can see, it's a very important sitting today and the strength does not comprise one−fourth; our attention is drawn to that.

جناب چیئرمین: جی۔

سینیٹر احمد علی: جناب چیئرمین! meeting میں فیصلہ ہوا تھا کہ quorum point نہیں ہو گا، اگر لغاری صاحب کرنا چاہتے ہیں تو کر لیں۔

سینیٹر سید نیّر حسین بخاری (قائد ایوان): Quorum point out ہو گیا ہے۔

سینیٹر سردار محمد جمال خان لغاری: میں نے quorum point out کر دیا ہے۔

جناب چیئرمین: جی quorum point out ہو گیا ہے۔ سیکرٹری صاحب! bells be rung. لیکن quorum point out ہو گیا ہے، جی ہاں Understanding the Rules have to be followed.

(اس موقع پر quorum کے لیے گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب چیئرمین: جی count کر لیجیئے کہ کتنے Members ہیں؟ جی، 20 Members ہیں، since the House lacks quorum, the House is adjourned for half an hour.

(The House was then adjourned for half an hour)

(ایوان کی کارروائی وقفہ کے بعد زیر صدارت جناب چیئرمین (جناب فاروق حامد نائیک) دوبارہ شروع ہوئی)

جناب چیئرمین: Leader of the House کدھر ہیں؟

(Pause)

جناب چیئرمین: Item No. 2 لے لیں۔ حافظ رشید صاحب please move Item No. 2. جی طارق عظیم صاحب۔

Senator Tariq Azeem Khan: The House is still not in quorum.

کورم میں نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: کورم میں نہیں ہے۔ آپ نے پھر point out کر دیا ہے۔

سید نیّر حسین بخاری (قائد ایوان): جناب چیئرمین! ویسے primarily Private Members Day میں opposition side business normally سے زیادہ ہوتا ہے۔

Mr. Chairman: The quorum has been pointed out. Let's take the count.

سینیٹر طارق عظیم خان: جناب! reason یہ کہ Constitution Amendment کا bill ہے، بہت important bill ہے۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے جی let's take the count; ring the bells please.

(اس موقع پر گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب چیئرمین: Please counting کر لیں۔ روزانہ یہ ہوتا ہے کہ Ministers نہیں آتے ہیں، آج یہ ہے کہ Members نہیں ہیں۔ Despite the fact it is a Private Members Day ماشاء اللہ آج تو Ministers 6 بیٹھے ہیں۔ کاکٹر صاحب as a Senator موجود ہیں۔ ایک short ہے تو quorum is not complete, there is lack of quorum. I understand طارق صاحب نے point out کر دیا ہے۔

Senator Syed Nayyer Hussain Bokhari (Leader of the House): We were very much interested in this. It was the Opposition who pointed out.

سینیٹر راجہ محمد ظفر الحق: میرے خیال میں پورے ہو گئے ہیں۔

جناب چیئرمین: count کیا ہے ایک کم ہے۔ جب counting کی گئی تو چوبیس تھے۔ مجھے تو کوئی اعتراض نہیں ہے۔ میں تو وقت پر آتا ہوں اور ہاؤس کو چلانا چاہتا ہوں۔ count کر لیں a lot of Government money is spent on the one sitting.

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: یہ سب کی ذمہ داری ہے It should be respected by everybody. That the House Business Committee says کہ ہم نے quorum point out نہیں کرنا۔ میرا خیال ہے کہ وہ سب پر moral obligation ہے that could not be done.

جناب چیئرمین: ڈار صاحب! آپ کی بات صحیح ہے۔ مگر اب Point out ہو گیا ہے تو میں کیا کروں۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: چار بندے بیٹھے ہوتے ہیں۔ رات کو دیکھ رہے ہوتے ہیں۔ ان کا سیشن چل رہا ہوتا ہے، تین چار بندے بیٹھے ہوتے ہیں اور وہ کام کر رہے ہوتے ہیں۔ کوئی لوگ اپنے اپنے گھروں میں بیٹھ کر کارروائی دیکھ رہے ہوتے ہیں۔

Mr. Chairman: Quorum is complete.

(*Thumping of Desks*)

Mr. Chairman: We may now take up item No.2. Hafiz Rashid Ahmad Sahib please move item No.2.

سینیٹر حافظ رشید احمد: شکر ہے کورم پورا ہو گیا ہے۔جناب چیئرمین! میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان کے دستور میں مزید ترمیم کا بل،دستور ترمیمی بل ۲۰۱۰ کو پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

Mr. Chairman: Is it opposed? Please give a brief statement on it.

سینیٹر حافظ رشید احمد: میں شروع کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین: زیادہ لمبی بات نہیں کرنی۔بس مختصر بتا دیں۔

سینیٹر حافظ رشید احمد: شکریہ جناب چیئرمین! آپ نے مجھے موقع فراہم کیا۔ یہ ایک بل ہے اور یہ بل فاٹا کے حوالے سے ہے۔ جس طرح میں مختلف مواقع پر عرض کرچکا ہوں۔ ہر جگہ پر مختلف صوبوں کی اور مختلف قومیتوں کی نمائندگی تو ہوتی ہے لیکن بڑے افسوس کی بات ہے کہ فاٹا کی نمائندگی اکثر جگہوں میں نہیں ہوتی۔جناب چیئرمین! میں یہ عرض کرتا ہوں کہ میں یہ بل لا رہا ہوں اور یہ ہے مشترکہ مفادات کونسل کے متعلق ۔ مشترکہ مفادات کونسل کے لئے آرٹیکل ۱۵۳ ہے اس میں چاروں صوبوں کے نمائندگان ہیں اور وزیراعظم صاحب اس کے چیئرمین ہیں۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ اس میں فاٹا کو بھی نمائندگی دی جائے۔ جس طرح میں نے عرض کیا اور آپ این ایف سی ایوارڈ لے لیں ، اٹھارہویں ترمیم لے لیں۔ اٹھارہویں ترمیم پر ہر حوالے سے بات کی گئی تھی ، اس میں مختلف چیزوں کو سمیٹ لیا گیا تھا لیکن افسوس کی بات یہ ہے کہ اٹھارہویں ترمیم میں بھی فاٹا کے حوالے سے کوئی بات نہیں تھی۔اس طرح آغاز حقوق بلوچستان پیکج بھی آیا تو اس کے ساتھ ہی فاٹا کے متعلق بھی کوئی چیز آنی چاہیے تھی اور فاٹا کے متعلق بھی سوچنا چاہیے تھا لیکن افسوس کی بات یہ ہے کہ کسی بھی جگہ فاٹا کے لئے کچھ نہیں کیا گیا۔میں یہ بل ایوان کے سامنے پیش کردیتا ہوں اور جس طرح میں نے ایک قرارداد پیش کی تھی اور سارے ایوان نے اس کو متفقہ طور پر پاس کیا تھا اس پر میں ان سب کا شکر گزار ہوں۔اس حوالے سے بھی میں کہتا ہوں کہ یہ سارا ایوان اس موقع پر بھی میرا ساتھ دے اور اس بل کو منظور کردے۔میری گزارش ہے کہ مشترکہ مفادات کونسل میں بھی فاٹا کو نمائندگی دی جائے میں عمر بھر شکر گزار رہوں گا۔میں ایک

عرض کردوں کہ لغاری بھائی بیٹھے ہوئے ہیں۔ ان کے والد صاحب نے فاٹا کو بالغ رائے دہی کا حق دیا تھا تو آپ یقین کریں اب بھی لوگ وہاں پر ان کی تعریف کرتے ہیں۔ میں یہ کہتا ہوں کہ ایوان اس بار بھی ہمارا ساتھ دے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: شکریہ حافظ صاحب! جی بخاری صاحب۔

سینیٹر سید نیّر حسین بخاری: Thank you Mr. Chairman. موجودہ amendment جو یہ چاہتے ہیں in Article 153, The Council of Common Interests میں فاٹا کو سینیٹ سے نمائندگی دی جائے۔ اس میں بنیادی بات ایک تو یہ ہے کہ انہوں نے specifically Upper House کا ذکر کیا پارلیمنٹ کا نہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ recently 18th Amendment کے ذریعے Article 153 کو amend کیا گیا، earlier جو تھا وہ چاروں وزرائے اعلیٰ اور وفاقی حکومت کے چار نمائندے ہوں گے لیکن اب اس آرٹیکل کو 18th Amendment کے ذریعے amend کردیا گیا ہے۔ نئی جو composition ہے The Prime Minister himself is the Chairman of the Council of Common Interests اور چار وزرائے اعلیٰ اور تین نمائندے to be appointed from the Federal Government by the Prime Minister. اب گزارش یہ ہے کہ Article 153 کی composition یہ ہے کہ فیڈریشن کی اس میں فاٹا 1C پر آتا ہے اور آرٹیکل 246 and 247 وہ related ہیں to the Administration of the FATA also. میں سمجھتا ہوں کہ یہ جو 18th Amendment composition کے ذریعے آئی۔ جب اس ترمیم پر کمیٹی کام کر رہی تھی تو اس وقت وہاں پر فاٹا کی نمائندگی موجود تھی۔ اگر یہ کمیٹی محسوس کرتی تو پھر ایک consensus develop ہوسکتا تھا۔ Constitutional Amendment کی خوبصورتی یہ ہوتی ہے کہ جب consensus کے ساتھ آئیں تو پھر وہ accepted to all ہوتی ہیں اور اس میں ایک بہتری کا عمل بھی ہوتا ہے اور خوبصورتی بھی اس میں آتی ہے لیکن جو آئینی کمیٹی تھی اس نے examine کیا ہوگا اور یقیناً وہاں فاٹا کی نمائندگی تھی اور اس کمیٹی نے محسوس کیا کہ اس چیز کی ضرورت نہیں ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جو موجودہ 153 آیا ہوا ہے amended shape of 18th Amendment اس کی موجودگی میں وہاں پر فاٹا کی نمائندگی کی ضرورت نہیں ہے چونکہ فاٹا براہ راست Federally

which comes under the Federal ہے اور Administered Tribal Area
کہ جو Government. At times you know it is up to the Prime Minister
تین افراد انہوں نے وفاقی حکومت سے ڈالنے ہیں
they can be from anywhere, they can be from FATA, they can be from any Province. So, there is no requirement and no need that this amendment should come.

Mr. Chairman: Thank you. I now put the motion before the House.

سینیٹر حافظ رشید احمد: اس طرف سے آواز زیادہ ہے۔ گنتی کرالیں۔

جناب چیئرمین: چلیں دوبارہ count کرالیتے ہیں۔ جو اس کے حق میں ہیں وہ ہاتھ اٹھالیں۔ گنتی کرلیں۔ جو اس کے خلاف ہیں وہ ہاتھ اٹھالیں۔ جی count ہو گیا؟

11 in favour and 13 against.

(*The motion was negatived*)

Senator Syed Zafar Ali Shah: Mr. Chairman, point of order.

جناب چیئرمین: پوائنٹ آف آرڈر میں آخر میں لیتا ہوں۔ ایک سلسلہ بنا ہوا ہے۔ یہ motion تو reject ہو گیا ہے۔ اس کے متعلق ہے کوئی؟

سینیٹر سید ظفر علی شاہ: Constitution سے متعلق ہے۔ Sir, it is concerning very much to the Constitution.

جناب چیئرمین: چلیے فرمائیے، ذرا quickly کر لیجیے۔

سینیٹر سید ظفر علی شاہ: بہت شکریہ چیئرمین صاحب۔ میں 14 تاریخ کو چھٹی پر تھا، 15 تاریخ کو میں نے اخبار میں پڑھا کہ ایک Constitutional Amendment 2010 اس ایوانِ بالا، سینیٹ نے unanimously pass کی ہے۔ یہ اٹھارہویں ترمیم نہیں بلکہ after 18th Amendment پرسوں 14 کو اور وہ Civil Procedure Code (CPC) میں amendment کی گئی ہے۔ مجھے تھوڑا shock اس لیے لگا، ممکن ہے میں غلطی پر بھی ہوں، میں کوئی دعویٰ نہیں کر رہا،

shock in the sense کہ ایوان بالا کا چیئرمین ماشاء اللہ practicing lawyer ہے Leader of the House is a practicing lawyer, Leader of the Opposition is a practicing lawyer. آپ نے اٹھارہویں ترمیم کے ذریعے CPC کو نکال دیا ہے، that is a provincial subject. I was shocked کہ ابھی تو ہفتہ بھی نہیں ہوا کہ CPC کو ہم نے نکال کر provincial subject بنایا، کیسے اس ایوان نے اسے pass کیا، میں نیشنل اسمبلی کی بات نہیں کررہا، انہوں نے تو میرا خیال ہے 18th Amendment سے پہلے یا بعد میں کیا but I am not concerning with the National Assembly, I am very much concerned with this House. اس پر جناب کی ruling چاہیے کیونکہ یہ ایک بہت بڑی constitutional خلاف ورزی ہے۔ اس چیز کو میں نے پڑھا، دوسرے لوگوں نے پڑھا اور وکیلوں نے مجھے بتایا۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: اس کو دیکھ لیتے ہیں۔ Item No.4 کون move کرے گا؟ وسیم سجاد صاحب نہیں ہیں۔ پھر اسے defer کردیتے ہیں۔ اب آتے ہیں Commenced Motion پر، خالد محمود سومرو صاحب۔ خالد محمود سومرو صاحب بھی موجود نہیں ہیں۔ ان دونوں کو defer کردیتے ہیں۔ Item No.6, Afia Zia sahib, please move the motion. عافیہ ضیا صاحبہ! منسٹر صاحب نہیں ہیں، ان کی اطلاع آئی ہے۔ اگر آپ چاہیں تو discussion start کردیتے ہیں۔ Next item میں منسٹر صاحب موجود ہیں، طلحہ محمود صاحب نہیں ہیں۔ اگر کہیں تو نمبر 6 میں discussion شروع کروادیتے ہیں؟ مشکل ہے۔ طاہر مشہدی صاحب بھی موجود نہیں ہیں۔ خالد محمود سومرو صاحب بھی موجود نہیں ہیں۔ طلحہ محمود صاحب بھی موجود نہیں ہیں۔ اس کے بعد طاہر مشہدی صاحب کا resolution ہے، وہ بھی موجود نہیں ہیں۔ پروفیسر خورشید صاحب بھی موجود نہیں ہے، ان کا motion بھی defer کردیتے ہیں۔ یہ تمام items defer کر دیتے ہیں، they all stand deferred. Now, we are on item No.14. دیکھیں، Members ہی موجود نہیں ہیں جن کے اپنے motions اور resolutions ہیں۔

Item No.14, Haji Ghulam Ali sahib, please move your resolution.

Discussion on Resolution Regarding the Age Relaxation.

سینیٹر حاجی غلام علی: جناب چیئرمین! شکریہ۔ میں درج ذیل قرارداد پیش کرتا ہوں:

یہ ایوان سفارش کرتا ہے کہ تعلیم یافتہ نوجوانوں کو ملازمت کے مواقع کی فراہمی کے سلسلے میں سرکاری ملازمت کے لیے عمر کی زیادہ سے زیادہ حد 35 سال تک کی جائے۔

جناب چیئرمین: اب آپ اس کے اوپر تقریر کیجیے اور پھر جو بھی اراکین اس پر تقریر کرنا چاہیں، مہربانی کرکے اپنا نام سیکرٹری صاحب کو دے دیں۔

سینیٹر حاجی غلام علی: جناب چیئرمین! اس قرارداد کی نوبت اس لیے پیش آئی کہ آج کل ملک میں بےروزگاری کا دور دورہ ہے اور ہمارے تعلیم یافتہ نوجوان، سالہاسال مختلف محکموں میں درخواستیں دیتے ہیں اور جب کسی بھی جگہ ان کی adjustment کی بات آجاتی ہے تو کہا جاتا ہے کہ آپ over-age ہو چکے ہیں۔ ان کو جب بھی ملازمت کا موقع ملتا ہے تو ان کو کہا جاتا ہے کہ آپ کی عمر 30 سال سے زیادہ ہو گئی ہے۔ میرے خیال میں نوجوانوں کو روزگار فراہم کرنے کے سلسلے میں عمر کی حد اگر 35 سال مقرر کی جائے تو وہ اپنی تعلیم، قابلیت اور استعداد کے مطابق وقتاً فوقتاً جو بھی advertisements آتی ہیں، اس میں مقابلے کے لیے اپنے آپ کو پیش کریں گے اور ہوسکتا ہے کہ اس کے نتیجے میں ان کی adjustment ہوسکے۔ میری یہ request ہو گی تمام اراکین سے کہ یہ ایوانِ بالا عمر کی حد 35 سال کرنے کی یہ قرارداد اتفاقِ رائے سے منظور کرے تاکہ بےروزگار نوجوانوں میں پائی جانے والی بےچینی دور ہوسکے اور اس طرح ان کو روزگار کے مواقع حاصل ہوسکیں۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: پیرزادہ صاحب۔

سینیٹر ڈاکٹر عبدالخالق پیرزادہ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! میں آپ کا بہت مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے موقع دیا۔ تعلیمی قابلیت اور حکومت میں ملازمت، یہ دو بڑی عجیب قسم کی باتیں ہیں۔ اصولی طور پر تو یہ ہونا چاہیے کہ اگر حواس اور عقل صحیح ہوں تو تعلیم کی بنیاد پر، seniority کی بنیاد پر بڑے علماء کو سو سو سال میں بھی قاضی القضاء لگایا جاتا تھا۔ ان کے علم سے پوری قوم فائدہ اٹھاتی تھی۔ جوں جوں عمر بڑھتی جاتی ہے، تجربہ بڑھتا جاتا ہے اور اس آدمی سے فائدہ، قوم اور حکومت کو بڑھتا جاتا ہے۔ لہٰذا، میں تو یہ کہہ رہا ہوں کہ پروفیسر حضرات جو Government میں ریٹائرڈ ہوتے ہیں، ان کی عمر کی آخری حد ریٹائرمنٹ کے لیے 65 سال رکھی گئی ہے تو وہ بھی ختم کی جائے۔

جب تک اس کے عقلی حواس کام کرتے ہیں، اس کو کام کرنے کی اجازت دینی چاہیے تا کہ قوم کو اس کا فائدہ ہوتا رہے۔

چونکہ ہمارے ہاں، پورے ملک میں 63 سالوں سے ملازمتیں دینے کا شفاف نظام نہیں ہے، لہٰذا غریب سے غریب بچے جن کے پاس سفارشات نہیں ہوتیں، جن کے پاس رشوت دینے کے لیے پیسے نہیں ہوتے، جو لوگ اپنی قابلیت کی بنیاد پر ملازمت نہیں لے سکتے ہیں، ان کو صرف درخواستیں پیش کرتے کرتے پندرہ بیس سال لگ جاتے ہیں تو پھر آگے جا کر آخری لائن میں، جب کسی سال کے حصے میں اس بے چارے کا وقت آئے اور اس کو وہاں بیٹھا ہوا کلرک کہہ دے کہ جی آپ کی عمر ختم ہو گئی ہے، آپ 30 سال سے زیادہ عمر کے ہو گئے ہیں، اس لیے آپ کو ملازمت نہیں مل سکتی، یہ ایک بہت بڑی علمی اور اخلاقی زیادتی ہے۔ بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ private companies اور private اداروں میں ملازمت کرتے رہتے ہیں، اکثر ملکوں میں یہ ہوتا ہے اور اس کے بعد وہ آکر government sector یا کسی وزارت یا کسی شعبہ میں government کی خدمت کرنا چاہتے ہیں لیکن صرف عمر کی بنا پر اگر ان کو reject کر دیا جائے تو یہ قوم کے لیے بہتر نہیں ہو گا اور علم کے ساتھ بھی ناانصافی ہو گی۔ یہ جو قرارداد ہمارے موقر رکن نے پیش کی ہے، اس کو ملحوظِ خاطر رکھا جائے اور ہمارے ممبر حضرات اس پر اپنا اظہارِ خیال کریں۔ اب تو مسئلہ یہ ہے کہ علم والا بندہ ملتا کہاں ہے؟

گل گئے، گلشن گئے باقی دھتورے رہ گئے
پڑھنے والے مر گئے، باقی ادھورے رہ گئے

اگر کوئی پورا ملتا ہے اور اس پر عمر کی ادھوری یا پوری ہونے کی شرط لگا دی جائے تو بڑی زیادتی ہے قوم کے ساتھ۔ بڑی مہربانی۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جی مندوخیل صاحب۔

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! میں آپ کا مشکور ہوں اور حاجی غلام علی صاحب کا مشکور ہوں کہ انہوں نے اس موضوع پر بحث رکھی اور تحریک پیش کی ہے اور آپ نے مجھے بات کرنے کا موقع دیا ہے۔

جناب چیئرمین! ہمارے ملک میں اس وقت جس طرح معاشی اور سماجی بحران ہے۔ اس میں باقی مسائل کے علاوہ ایک اہم مسئلہ بے روزگاری کا بھی ہے۔ اس وقت ہمارے ملک میں لاکھوں

لوگ بے روزگار ہیں، باوجود اس کے کہ ان کے پاس متعلقہ شعبوں میں تعلیمی قابلیت ہے، ان کے پاس متعلقہ شعبوں میں ہنر موجود ہے اور وہ merit پر پورے اترتے ہیں لیکن ان تمام چیزوں کے باوجود ان کو نوکریاں نہیں مل رہی ہیں۔ جناب والا! ہماری سوسائٹی میں privatization اور دوسری چیزوں سے مجموعی طور پر ترقی کا راستہ رکنے کے علاوہ unemployment بھی زوروں پر ہے۔ آپ کو علم ہے کہ روزگار کے حوالے سے contract system آ گیا ہے، یعنی لوگوں کو contract پر نوکری دی جاتی ہے اور پھر اس کا اصول رکھا جاتا ہے بلکہ میں بے اصولی کہوں گا کہ hire and fire. یہ ان کی مرضی ہوتی ہے کہ ان کو hire کیا جاتا ہے اور پھر ان کو fire کر دیا جاتا ہے۔ ہمارا مقابلہ ایسے حالات سے ہے، اس میں لاکھوں نوجوان جو علمی طور پر qualified ہیں، ان کو نوکریوں سے محروم رکھا جا رہا ہے اور مجموعی طور پر ہمارے لیے social problems کے علاوہ معاشی مسائل بھی پیدا ہو رہے ہیں۔ میں اپنی پارٹی کی طرف سے اس تحریک کی مکمل تائید کرتا ہوں اور درخواست کرتا ہوں کہ عمر کی حد پینتیس سال تک کی جائے تاکہ جو لوگ qualified ہیں وہ عمر کی وجہ سے نوکری سے محروم نہ رہ جائیں۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: زاہد صاحب۔

سینیٹر محمد زاہد خان: شکریہ جناب چیئرمین! جناب غلام علی صاحب نے یہ تحریک پیش کی ہے۔ یہ چیز بہت ضروری ہے کیونکہ ہمارے ملک میں government jobs پر اکثر اوقات پابندی لگی رہتی ہے۔ ان پر دو دو، تین تین سال تک پابندیاں لگی رہتی ہیں۔ اس دوران کوئی بھی نوکری کے لیے درخواست نہیں دے سکتا۔ ہم دیہاتوں میں رہنے والے لوگوں کے بچے بائیس تئیس سال سے پہلے graduation کر ہی نہیں سکتے ہیں۔ اس کے بعد وہ آٹھ دس سالوں تک ڈگریاں اٹھائے نوکریوں کے لیے پھرتے رہتے ہیں، وہ جب بھی کسی جگہ پر نوکری کے لیے جاتے ہیں تو merit کا مسئلہ آ جاتا ہے جس کی وجہ سے وہ لوگ رہ جاتے ہیں۔ اس لیے یہ بہت صحیح فیصلہ ہے کہ پینتیس سال کی جائے۔ میں بہت سے ایسے graduate لڑکوں کو جانتا ہوں جو کہ overage ہو گئے ہیں، وہ بے چارے پھر کیا کریں؟ ایک طرف ہم دہشت گردی کے عذاب میں مبتلا ہیں۔ جس لڑکے نے اتنی محنت کی ہوتی ہے، ماں باپ کا پیسہ خرچ کیا ہوتا ہے اور جب اس کے لیے نوکری کا وقت آتا ہے تو وہ overage ہو جاتا ہے اور اسے نوکری نہیں ملتی۔ اس طرح اس کے پاس دوسرا کون سا option رہ جاتا ہے؟ جب وہ شام کو اپنے گھر آئے گا تو اس کے ماں باپ بھوکے بیٹھے ہوں گے، اس کے چھوٹے بہن بھائیوں کے پاس

کپڑے نہیں ہوں گے، ان کے پاس جوتے نہیں ہوں گے تو پھر وہ دہشت گردوں کے پاس ہی جائے گا۔

جناب والا! میرے خیال میں یہ بہت صحیح فیصلہ ہے اور سارے ایوان کو اس پر مثبت فیصلہ کرنا چاہیے اور عمر کی حد پینتیس سال ہونی چاہیے۔

جناب چیئرمین: ثریا امیر الدین صاحبہ۔

سینیٹر ثریا امیر الدین: جناب چیئرمین! سینیٹر غلام علی صاحب نے جو تحریک پیش کی ہے میں اس کی مخالفت کرنا چاہوں گی کیونکہ ہم نے دیکھا ہے کہ montessori میں داخلہ تین سال کی عمر میں ہو جاتا ہے۔ جو بچے تین سال کی عمر میں پڑھتے ہیں تو وہ اکیس بائیس سال میں ایم اے کر لیتے ہیں۔ ان کو نوکریاں ملنی چاہییں۔ اگر آپ عمر کی حد پینتیس سال کر دیں گے تو پھر ان لوگوں کے ساتھ زیادتی ہو گی کہ جو پڑھ چکے ہیں اور وہ چاہتے ہیں کہ انہیں ملازمت ملے، جب انہیں ملازمت نہیں ملے گی تو وہ مایوس ہو جائیں گے۔ اس لیے عمر کی حد پینتیس سال نہیں ہونی چاہیے۔

جناب چیئرمین: راجہ ظفر الحق صاحب۔

سینیٹر راجہ محمد ظفر الحق: جناب چیئرمین! جو قرارداد پیش کی گئی ہے یہ بہت بنیادی اہمیت کی حامل ہے ۔ آپ نے دیکھا ہو گا کہ اگر کسی محکمے میں بھی نوکری نکلتی ہے، حتیٰ کہ پولیس کے سپاہی کی ملازمت نکلتی ہے تو اس کے لیے ہزاروں لوگ درخواستیں دیتے ہیں اور پھر بجائے merit کے pick and choose کر کے یا رشوت لے کر ملازمتیں دی جاتی ہیں۔ دنیا بھر میں merit کی دوڑ ہے۔ اگر جرمنی، برطانیہ، امریکہ، جاپان اور کوریا نے ترقی کی ہے تو merit کی وجہ سے کی ہے۔ یہاں پر نوکریاں نہ ملنے کی وجہ سے لوگ مجبور ہو جاتے ہیں، کئی لوگ آتے ہیں کہ اگر اس مرتبہ میرے بیٹے کو ملازمت نہ ملی تو وہ overage ہو جائے گا۔ وہ کہتے ہیں کہ اگر آپ ensure کر سکتے ہیں کہ اسے ملازمت ملے گی تو ٹھیک ہے ورنہ پھر ہم پیسے دے کر اسے ملازمت دلا دیتے ہیں۔ اس طرح رشوت کا دروازہ کھل جاتا ہے اس pressure کی وجہ سے کہ والدین اپنے بچوں کو merit پر نوکری ملنے کی امید ختم کر بیٹھتے ہیں۔ یہ بہت سنگین مسئلہ ہے۔ محترمہ فرماتی ہیں کہ montessori میں تین سال کی عمر میں داخلہ ہو جاتا ہے، دیہاتوں میں کہاں montessori ہوتی ہے؟ شہروں میں بھی غریب آدمی کا بچہ کہاں montessori میں پڑھتا ہے۔ اتنے پیسے کس کے پاس ہوتے ہیں؟ اس لیے میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر اس

کو پینتیس سال کر دیا جائے تو ان بچوں کے کندھوں سے پچیس سال کا pressure اتر جائے گا جو graduation or M.A کرتے ہیں اور پھر انہیں چار پانچ سالوں تک موقع ملے گا کہ وہ مزید try کر سکیں۔ اگر وہ راستہ بھی بند ہو گیا تو پھر لوگ کلاشنکوف اٹھائیں گے، تشدد کی طرف جائیں گے، بینک لوٹیں گے، جرائم میں اضافہ ہو گا اور پھر آپ اس چیز کو نہیں روک سکتے جو مہذب معاشرے میں نہیں ہونی چاہیے۔ اس لیے اس عمر کو پینتیس سال ہونا چاہیے۔

جناب چیئرمین: مولانا گل نصیب۔

سینیٹر مولانا گل نصیب: شکریہ جناب چیئرمین! میں آپ کا بے حد شکر گزار ہوں کہ مجھے اس اہم قرارداد پر اظہار خیال کرنے کا موقع دیا۔ حاجی غلام علی صاحب نے ملک کو درپیش انتہائی اہم مسئلے کی طرف پورے ایوان کی توجہ مبذول کرائی جس پر ہم ان کے شکر گزار ہیں۔ جناب والا! اس وقت صحیح اعداد و شمار تو مجھے معلوم نہیں ہیں لیکن اس بات کو کہنے میں، میں حق بجانب ہوں گا کہ ایک لاکھ سے زیادہ graduate لوگ عمر کی حد کی وجہ سے overage ہو چکے ہیں۔ وہ جہاں بھی نوکری کے لیے جاتے ہیں تو ان کے کاغذات کو دیکھ کر سب سے پہلے انہیں یاد دلایا جاتا ہے کہ وہ overage ہو چکے ہیں۔ ہمارے ملک کا نظام تعلیم یکساں ہونا چاہیے۔ دیہاتوں میں اور شہروں میں، سرمایہ داروں، غریبوں اور محکوم طبقوں کے لیے ایک طرح کا نظام تعلیم ہونا چاہیے جو اس ملک کے اندر ہو اور ایک صحت مند معاشرے کو فروغ دے سکے۔ میں آپ کی خدمت میں یہ بھی عرض کروں کہ یہاں پر ملازمتیں ان لوگوں کی قسمتوں میں ہیں جو بہت بڑے اور اعلیٰ تعلیمی اداروں میں پڑھنے کی صلاحیت رکھتے ہیں، جن کے لیے نوکری معاش کا ذریعہ نہیں ہوتی۔ جناب چیئرمین! اس ایوان میں بیٹھے ہوئے ہر ممبر کے پاس آنے والے لوگ سب سے پہلے جب ملازمت مانگتے ہیں تو دوسری بات وہ یہ کرتے ہیں کہ اگر اس سال ہمیں نوکری نہیں ملی تو اگلے سال ہمارا بیٹا یا بھائی overage ہو جائے گا۔

جناب چیئرمین! میرا اپنا خیال، سوچ اور فکر یہ ہے کہ اگر تجربہ، علمی استعداد اور تکنیکی طور پر کسی آدمی میں مہارت ہے تو عمر کی حد ملک کی تعمیر و ترقی میں ختم ہی کر دینی چاہیے۔ اگر کوئی کسی بھی وقت اس ملک کی خدمت کرنا چاہتا ہے اور اس میں صلاحیت ہے تو اس کے لیے عمر کی حد کی کیا ضرورت ہے؟ قرآن و سنت سے بھی ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ عمر کی حد تعلیم میں تو سرے سے نہیں ہے۔ (عربی) علم کا حاصل کرنا ماں کی گود سے لے کر قبر تک ہے۔ علم کے حاصل کرنے کی حد نہیں

ہے۔ جناب چیئرمین! اگر کوئی ملک کا اعلیٰ تعلیم یافتہ شخص جس کی عمر پچیس سال یا تیس سال سے زیادہ ہے اور وہ ملک کی خدمت کرنے کی سب سے زیادہ اہلیت رکھتا ہے۔ میرے خیال میں یہ شرط تو پہلے ہی پوری کی پوری ختم ہونی چاہیے تھی۔ یہ شرط تو ان پارٹیوں کے لیے مفید ہو سکتی ہے جو ہمیشہ کے لیے برسراقتدار رہتے ہیں اور یہ کسی قوم کے لیے مفید نہیں ہے۔

جناب چیئرمین! میں حاجی غلام علی صاحب کی اس قرارداد کی مکمل support کرتے ہوئے مکمل حمایت اور تعاون کا یقین دلاتا ہوں اور آپ سے اور ہاؤس سے گزارش کرتا ہوں کہ اس کو بالاتفاق پاس کیا جائے تا کہ اگر ہم مکمل طور پر عمر کی حد ختم نہیں کر سکتے تو کم از کم ان غریب کے بچوں کو جو سالہا سال سے اپنے کاغذات لے کر ہر ایک ممبر کے پاس چلے جاتے ہیں اور ان کو سروس نہیں ملتی تو کم از کم اگر ان کو موقع مل جائے تو ان کے راستے میں عمر کی حد کی رکاوٹ نہ ہو۔ شکریہ، واخرو دعو انا ان الحمدللہ رب العالمین۔

جناب چیئرمین: حافظ رشید احمد صاحب۔

سینیٹر حافظ رشید احمد: جناب چیئرمین! شکریہ، آپ نے حاجی غلام علی صاحب کی قرارداد پر بولنے کا موقع عطا فرمایا۔ یہ قرارداد ہے کہ تعلیم یافتہ نوجوانوں کو ملازمت کے مواقع کی فراہمی کے سلسلے میں سرکاری ملازمت کے حصول کے لیے عمر کی زیادہ سے زیادہ حد 35 سال تک کی جائے۔ اس قرارداد میں اگر ایک ترمیم ہوتی تو میرے خیال میں یہ مناسب ہوتا اور وہ یہ ہے کہ ہمارے معاشرے میں اور ہمارے ملک خداداد میں دو قسم کے لوگ ہیں۔ ایک وہ جن کو ملازمتوں کے مواقع مل جاتے ہیں، ان کے لیے ہر راستہ کھلا ہوا ہے۔ ایک وہ پسماندہ لوگ ہیں جن کے لیے راستے نہیں ہیں، جن کے لیے جگہیں نہیں ہیں اور وہ ہر لحاظ سے پسے ہوئے لوگ ہیں اور پیچھے رہ گئے ہوئے لوگ ہیں۔ جناب چیئرمین! میں یہ چاہ رہا تھا کہ اس میں وہ قومیں آنی چاہییں تھیں ۔ دوسری قومیں کے لیے ہر جگہ اور ہر موقع موجود ہے لیکن وہ قومیں اور وہ علاقے جیسے فاٹا ہے، وہاں 35 سال کی عمر تک تو وہ تعلیم پوری کرتے ہیں۔ فاٹا کے جو پسماندہ علاقے ہیں ان کے لیے دو فائدے ہوتے۔ ایک تو یہ فائدہ ہوتا کہ وہ معاشرے میں اپنا ایک کردار ادا کر سکتے اور دوسرا یہ کہ وہ زیادہ سے زیادہ پاکستان کی خدمت کرتے۔ اس وجہ سے میں یہ کہتا ہوں کہ جو پسماندہ قومیں ہیں ان کے لیے، بلوچستان ہے یا فاٹا ہے اس میں 35 والا لفظ add ہو جاتا اور اس میں فاٹا اور بلوچستان کا لفظ آجاتا تو بہتر ہوتا۔ شکریہ جناب۔

جناب چیئرمین: شکریہ، جی ہارون صاحب۔

سینیٹر ہارون خان: Thank you, Mr. Chairman, میرے بھائی honourable Senator غلام علی صاحب کی proposal سے مجھے اختلاف اس لیے ہے کہ مجھے یہ سمجھ نہیں آرہی کہ اس سے آپ کی unemployment اور پاکستان میں اس وقت بے روزگاری کا مسئلہ کیسے حل کریں گے۔ مسئلہ یہ ہے کہ اس وقت ہماری population اٹھارہ کروڑ ہے اور 75% لوگ under the age of 25 ہیں اور تیرہ کروڑ لوگ پچیس سال یا اس سے نیچے ہیں۔ ایک rough estimate کے مطابق آپ کے ہاں ساٹھ ستر لاکھ لوگ ہر سال job market میں enter ہو رہے ہیں اور ان میں سے جن کو job نہیں ملتی وہ پھر accumulate ہوتا ہے اور پیچھے سے بھی ساٹھ ستر لاکھ کا ریلا آرہا ہے۔ یہ ایک بڑا نمبر بن جاتا ہے۔ حکومت کا job provide کرنا کم ہوتا جا رہا ہے کیونکہ یہ government has to get out of the business of providing job. private sector کا کام ہے اور حکومت کے expenditure already under attack ہیں۔ government کے fiscal deficits اور خرچے اس سال بھی دس ماہ میں 21% بڑھے ہیں as compared to different expenditures یہ پندرہ فیصد بڑھے ہیں۔ government پر ہم سارا pressure to be more efficient ڈالتے ہیں۔ یہ مسئلہ، اگر پینتیس سال کے ایک آدمی کو job نہیں ملی تو this is a failure of the system. پہلے ہم اس کو ٹھیک کریں۔ اس کو ہم کیسے ٹھیک کر سکتے ہیں؟ ہم اس کو ایسے ٹھیک کر سکتے ہیں کہ ہم ایسا ماحول create کریں کہ جو لوگ اربوں روپیہ پاکستان سے نکال کر باہر لے کر جاتے ہیں اور دبئی میں اربوں روپیہ lose کر دیتے ہیں یا اربوں روپیہ وہ real estate میں لگا دیتے ہیں۔ ایک فائل کے پیچھے لگے رہتے ہیں یا speculative activity میں لگے رہتے ہیں۔ یہ پیسہ اگر ہم انڈسٹری میں involve کریں، یہ پیسہ اگر ہم job creation میں involve کریں تو یہ 35 سال کا آدمی جس کے پاس job نہیں ہیں اس کا موقع ہی نہیں آئے گا کہ وہ بے روزگار پھرے۔ اس کو 25 ,20,21,22 کی عمر میں جب اس کے productive years شروع ہوتے ہیں اس کو job مل جانی چاہیے۔ میں یہ کہوں گا کہ ہمارا emphasis on job creation by the private sector. ہونی چاہیے اور جب تک ہماری economy revive نہیں ہو گی اور جب تک ہمارے ملک میں کارخانے نہیں لگیں گے اور

جب تک یہ کروڑوں لوگ جو job market میں enter ہو رہے ہیں ان کی private sector کھپت نہیں کرے گا تو کوئی حکومت عمر چاہے پینتالیس سال کر لے یہ معاملہ حل نہیں ہوگا۔ لہذا مجھے اس قرارداد پر بہت اعتراض ہے۔

جناب چیئرمین: جی، ظفر علی شاہ صاحب۔

سینیٹر سید ظفر علی شاہ: شکریہ جناب چیئرمین، میں سمجھتا ہوں کہ یہ حاجی صاحب کے Resolution میں بڑی دکھ بھری داستانیں ہیں کہ آج صورت حال یہ ہو گئی اور ہارون صاحب نے ٹھیک کہا ہے کہ سسٹم کو ٹھیک کیا جائے کیونکہ بہت دفعہ یہ ہوا کہ حکومتیں آتی ہیں اور ان کے کچھ اپنے اخراجات ہوتے ہیں۔ خزانے میں اتنی رقم نہیں ہوتی تو حکومتوں کے پاس بڑا آسان کام ہوتا ہے کہ وہ jobs پر ban لگا دیتے ہیں کہ جناب اس سال ban ہے، نوکریاں نہیں ملیں گی۔ بڑا آسان کام ہے۔ اب جب ban تو لگ گیا لیکن کسی کی عمر کے لمحات کو آپ نہیں روک سکتے۔ وہ تو لمحہ بہ لمحہ بڑھتی جائے گی۔ آج 2010 ہے اگر اس کو ساڑھے چوبیس سال کا طالبعلم جس نے ایم بی اے کیا ہے، جس نے میڈیکل کیا ہے، جس نے اعلیٰ تعلیم اپنے گھر کی زمین بیچ کر حاصل کی ہے، والدین نے زمینیں اور دیگر چیزیں بیچ کر اس کو پڑھایا ہے اور نوکریوں پر ban لگ گیا ہے۔ اب ban تو پتا نہیں دو سال کے بعد اٹھے گا۔ اس وقت اس کی عمر ساڑھے چھبیس سال ہو جائے گی، ساڑھے ستائیس سال ہو جائے گی۔ جناب چیئرمین! یا تو اس سسٹم کو ٹھیک کرتے ہوئے کہ اگر government نے strict ہونا ہے پچیس سال کی عمر تک تو پھر اس candidate کو exemption دی جائے جو اس سال میں تو qualify کر رہا تھا لیکن حکومت qualify نہیں کر رہی تھی۔ حکومت نے دروازے بند کر دیئے تھے اور بقول راجہ ظفر الحق صاحب کے کہ رشوت کا دروازہ کھل گیا اور رشوت کا نہ صرف دروازہ کھل گیا بلکہ جناب چیئرمین! ریٹ بڑھ جاتا ہے۔ وہ appointing authority یا وہ جو relevant ادارہ ہے وہ کہتا ہے جی کہ آپ کے بیٹے کی عمر پوری ہونے میں تو دو ہفتے رہ گئے ہیں، یہ تو ریٹ بڑھ گیا ہے۔ جس کا بیٹا دو ہفتے کے بعد disqualify ہو جائے گا government service کے لیے تو وہ پتا نہیں کیا کیا بیچ کر پیسے پورے کر کے اور رشوت دے کر سروس حاصل کرے گا۔ اس لیے جناب چیئرمین! یا تو یہ سسٹم ہو کہ اس کو exemption دی جائے کہ جب کبھی ban اٹھے گا، آپ کی حکومت آئی ban لگ گیا، ہماری حکومت آئی ban لگ گیا۔ اگر یہ ban لگتے گئے اور صرف ban ہی نہیں لگتے ایک چور

دروازے کا راستہ بھی ہے۔ وہ مختلف قوانین میں بھی ہوتا ہے، discretion بھی ہوتی ہے۔ وہ جہاں پر جس کا ہوتا ہے اگر کسی political leader یا کسی Minister کا یا Prime Minister or Chief Minister کا اگر کوئی چہیتا ہے تو وہ تو لگ جائے گا، اندر خانے لگ جائے گا، پتا ہی نہیں چلتا۔ لوگ آکر چیخیں مار کر بتاتے ہیں۔ Merit کی بات ہوئی ہے کہ merit کے بغیر یہ بات نہیں بنتی۔ یا پھر ایک اور تجویز ہے اور میں اس پر serious ہوں کہ پینتیس سال کی عمر کو بڑھا کر 65 سال کیا جائے۔ اس کی reason کہ پینسٹھ سال کی عمر میں ایک تو وہ senior citizen بھی بن جائے گا اور تب تک شاید اس کا کوئی chance بن جائے کیونکہ اس کو پچیس سال تک تو کوئی chance نہیں ملتا۔ اس لیے بھی کہہ رہا ہوں جناب چیئرمین کہ جس نے پچیس سال یا اٹھائیس سال یا تیس سال کی عمر پوری کر کے ریٹائرڈ ہونا ہے یا اپنی عمر ساٹھ سال کی پوری کر کے، وہ ریٹائرڈ نہیں ہوتا۔ اس کے بڑے لمبے ہاتھ ہیں۔ وہ جس دن ریٹائرڈ ہو رہا ہوتا ہے اس سے ایک ہفتہ قبل اس کے پاس contract پر، اسی سیٹ زیادہ ریٹ پر، تین سال کا contract اس نے اٹھایا ہوا ہوتا ہے۔ ریٹائرڈ اس نے ہونا ہے سات دن کے بعد، سات دن پہلے اس کی جیب میں contract پڑا ہوتا ہے یعنی اگر قومی خزانے پر صرف چوروں، لٹیروں اور جو بااثر لوگ ہیں انہی کا right ہے تو باقی لوگوں کو ویسے زہر دے کر مار دیں کون یہاں پر پوچھنے والا ہے؟ بے شمار لوگ روز مرتے ہیں۔ آج کل میرا خیال ہے دس لاکھ کا ریٹ ہے، مجھے پتا نہیں۔ اس طرح کر کے باقی لوگوں کو مار دیں۔

جناب چیئرمین! میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس کے پیچھے بڑی دکھ بھری داستانیں ہیں۔ اس سسٹم کو ٹھیک کرنے کے لئے کچھ کریں اور بار بار کہا جاتا ہے کہ تمام دکھ درد کی دوا پارلیمنٹ ہے۔ پارلیمنٹ کوئی دکھ درد کی دوا نکالے بھی تو سہی، اگر دکھ درد کی دوا پارلیمنٹ سے نہیں نکلے گی تو جناب چیئرمین! پارلیمنٹ کا وقار دن بدن، لمحہ بہ لمحہ نیچے جاتا جائے گا اور لوگوں کا democratic system سے بھی اعتبار اٹھ جائے گا کہ اگر power میں آنے والے لوگ تو اپنے چہیتوں اور اپنے supporters کے لئے کوئی نہ کوئی راستہ نکال لیں، کوئی نہ کوئی نیا ادارہ بنا لیں اور جو غریب لوگ پڑھ پڑھ کر، پھر وہ راجہ صاحب والی بات بالکل ٹھیک ہے کہ اگر وہ بم نہیں اٹھائے گا، اگر وہ smoke bag, اٹھائے گا، پیٹرول بم نہیں بنائے گا تو کیا بنائے گا؟ جناب چیئرمین! اس کو serious لیا جائے اور اس کی بے شک مزید amendment کر کے جناب کے ذہن میں کوئی بات ہے تو گورنمنٹ کو کہیں اور گورنمنٹ کو صرف کہیں نہیں implement کرائیں تاکہ پتا لگے کہ پارلیمنٹ نے پاکستان کے

غریبوں اور مسکینوں کے لئے کچھ کر دیا ہے۔ ورنہ میری تجویز وہی ہے کہ میں اس میں amendment پیش کرنے لگا ہوں کہ اس کی عمر 65 سال کی جائے، کم از کم اس کو لارا تو لگا رہے گا کہ میری عمر ابھی نوکری لینے کے لئے ہے۔ Thank you very much چیئرمین صاحب۔

جناب چیئرمین: Thank you. جی، سردار لغاری صاحب۔

سینیٹر سردار محمد جمال خان لغاری: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین صاحب! میں مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے بھی اپنا اظہار خیال کرنے کا موقع عطا فرمایا۔ حاجی غلام علی صاحب نے ایک بہت حساس issue کی طرف توجہ دلائی ہے اور میں اپنے تمام محترم colleagues سینیٹرز کا احسان مند ہوں کہ انہوں نے اپنے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔

جناب چیئرمین صاحب! جس طرح محترم سینیٹر ظفر علی شاہ صاحب نے کہا کہ پہلے تو اس چیز کا ہم لوگوں کو اندازہ لگا لینا چاہیے کہ un-employment اور یہ growing un-employment کی وجوہات کیا ہیں؟ اگر ہم لوگ merit کے اوپر عمل نہیں کریں گے، اگر ہم لوگ اقربا پروری کو merit سمجھیں گے، اگر ہم لوگ رشوت ستانی کو merit سمجھیں گے تو یہ جو احساس ہے یہ بڑھتا جائے گا۔ حاجی غلام علی صاحب نے 35 سال کی بات کی۔ میں وہی بات کروں گا جو میرے محترم بھائی سینیٹر ظفر علی شاہ صاحب فرما رہے ہیں کہ اگر آپ 65 سال بھی کر دیں تو اس کا حل نہیں نکلے گا۔ پارلیمنٹ یہاں پر بیٹھ کر تمام امراض کی ڈاکٹر نہیں بیٹھی۔ یہاں سے ہم لوگ بہترین نسخہ کیمیا تو provide کر سکتے ہیں لیکن حکومت وقت کا فرض بنتا ہے کہ وہ ان کی implementation کرائے۔ قوانین تو سارے موجود ہیں، merit کے بھی قوانین موجود ہیں لیکن جب ان کا اطلاق کرانے میں، چاہے وہ کوئی بھی گورنمنٹ ہو، پچھلا دور ہو، اس سے پچھلا دور ہو اور اس سے پچھلا دور ہو تو یہ مایوسی تو کم ہو ہی نہیں سکتی۔ آپ بھلا 35 سال کر لیں، 40 سال کر لیں اور ان کو senior citizen کا status دے دیں لیکن اس وقت تک اس ناسور کا کچھ نہیں کر سکتے جس وقت تک پارلیمنٹ یہاں پر ان لوگوں کو جو اس کی implementation کرانے میں ناکام رہتے ہیں، ان کو کیفر کردار تک نہ پہنچائے۔ ان کی سزا کے حوالے سے، ایسا قانون پارلیمنٹ کو بنانا چاہیے جہاں پر merit کی پامالی ہو رہی ہو تو وہاں پر فوری طور پر سزا کا عمل بھی ساتھ ساتھ چلنا چاہیے اور حکومت وقت کو یہ کام کرنا چاہیے۔ ظاہر ہے جس وقت high post کے اوپر آپ نے اپنے عزیز و اقارب جو ایک merit تک پہنچے ہوئے ہیں، پہلے

آپ کو ان کا merit زیادہ عزیز لگے گا بہ نسبت ایک غریب کے merit کو۔ یہ ایک فطری سی بات ہے لیکن کیا پارلیمنٹ کوئی ایسا قانون لا سکتی ہے جہاں اس بات کا اطلاق کیا جائے کہ حقیقی merit کو follow کیا جائے۔ شکریہ جناب۔

جناب چیئرمین: Thank you. صابر بلوچ صاحب۔

سینیٹر صابر علی بلوچ: شکریہ۔ جناب چیئرمین! سینیٹر حاجی غلام علی صاحب کی یہ ایک بہت important resolution ہے لیکن میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اگر اس میں حاجی صاحب تھوڑی سی amendments لاتے اور اس پر پھر سے اگر غور فرماتے کیونکہ بلوچستان، فرنٹیئر، سندھ کے اور even پنجاب میں بھی شاید بعض علاقے ایسے ہیں کہ جہاں پر دس سال کی عمر میں بچے سکول پڑھنا شروع کر دیتے ہیں، تو شہروں میں یہ problem نہیں ہے لیکن دیہاتوں میں یہ بڑا مسئلہ ہے۔ میں صرف اتنی گزارش کروں گا کہ اگر اس میں honourable Senator کچھ amendments کرکے ان کو ان علاقوں کے لئے resolution کو move کریں کہ جہاں پر تعلیم کی کمی ہے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: حسیب صاحب۔

سینیٹر عبدالحسیب خان: شکریہ ،جناب چیئرمین۔ جناب والا! تریسٹھ سال سے جو ہمارے ملک کے حالات رہے ہیں ، چاہے وہ فوجی حکومت رہی ہو یا جمہوری حکومت رہی ہو، ہمارا اپنا ایک مزاج ہے۔ Accountability, transparency یہ الفاظ آج تک کبھی استعمال میں نہیں آئے، میں سمجھتا ہوں کہ جو غلام علی بھائی نے کہا ہے ، میں اس سے آگے جاؤں گا کہ آپ کے پاس 35 سال کی کوئی قید ہونی ہی نہیں چاہیے جب تک آدمی کی retiring age نہیں آتی وہ apply کر سکتا ہے۔ دوسری بات اسی ضمن میں یہ ہے کہ ہمارے بڑے بڑے یونٹس آپ کے سامنے ہیں چاہے PIA ہو یا Steel Mill ہو، کتنے آپ نام لے لیں جو نقصانات پہنچا کر آپ کے قومی خزانے کو بہت ہی نیچے تک لے گئے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہارون بھائی نے بھی یہ بات کہی ہے کہ ہمارے جتنے بھی بڑی بڑی قومی organizations ہیں ،ان سب کو privatize کرکے آپ یہاں پر روزگار کے مواقع پیدا کیجیے اور پھر employment private sector میں ہوتی ہے جہاں پر ان کو صحیح طریقے سے روٹی دی جاتی ہے، صحیح طریقے سے ان کی تعلیم و تربیت کا خیال رکھا جاتا ہے ۔ گورنمنٹ کے اندر ایک خاص limitation ہوتی ہے تو government میں اتنی opportunities نہیں ہوتیں۔ opportunities create

کرنے کے لیے نہ صرف آپ national organizations کو privatize کریں بلکہ ساتھ ساتھ پہاڑوں کو کھود کر آپ ماربل نکالیں، زمین کو کھود کر اس میں سے ماربل نکالیں۔ ہر آدمی کو employment دے دیں، گورنمنٹ کے پاس جانے کی ضرورت نہیں پڑے گی لیکن عمر کی قید لگانے کی کوئی ضرورت نہیں کیونکہ 35 سال کی قید لگانا، میں سمجھتا ہوں کہ ناانصافی ہے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: شکریہ، طارق عظیم صاحب۔

سینیٹر طارق عظیم خان: شکریہ، جناب چیئرمین۔ میں حاجی غلام علی صاحب کی قرارداد کی تائید کرتا ہوں، اس لیے کہ age کا جو factor ہے۔ itself, it is a discriminatory factor. مجھے سمجھ نہیں آتی کہ جب آپ age کو criteria میں سے نکال دیں تو ایک تو آپ کو ایک بڑا pool مل جاتا ہے یعنی it does not stop people at the age of 25 or 30 or 35 from applying. Under 35 والے تو اس میں آ ہی گئے ہیں 35 and plus والوں کو بھی بیچ میں لا کر you are increasing a pool جس میں سے آپ کو selection ہے۔ اس میں آپ کے لیے selection process اور بھی فائدہ مند ثابت ہو سکتا ہے۔ ہو سکتا ہے ایک بچہ پچیس سال کا اتنا mature ہو چکا ہو جو کہ 35 سال کی جو job ہے اس کے لیے بھی fit کرتا ہو اور vice versa. تو اس کے لیے ایک تو آپ کا pool بڑھ جاتا ہے تو جو بھی لوگ selection کر رہے ہیں so long as they follow the other merit, other criteria graduation کا criteria ہے، کوئی vocational training کا criteria ہے، کوئی domicile کا criteria ہے، وہ سب meet کرتے ہیں تو why do we have an age criteria. جیسا کہ راجہ ظفر الحق صاحب نے کہا، خواہ آپ اس کو bribe کہہ لیں یا merit کی بنا پر لوگوں کو آپ نہ لینا چاہیں تو آپ اس کو use کرتے ہیں to suit your own end. اس لیے میں راجہ صاحب کی تائید کرتا ہوں اور میں سمجھتا ہوں کہ age کو altogether ختم کر دینا چاہیے۔

Mr. Chairman: Bokhari Sahib! Minister for education is present.

Senator Syed Nayyer Hussain Bokhari : Minister would respond.

لیکن میں بھی دو issues پر گزارش کرنا چاہوں گا۔ ایک تو ظفر علی شاہ صاحب نے issue regarding
the amendment of CPC raise کیا تھا۔ Primarily شاہ صاحب کو ایک
misconception ہے کہ ہم نے کوئی constitutional amendment کی ہے۔ Senate میں
after the 18th amendment قطعاً کوئی amendment نہیں ہوئی ۔ ایک legislation جو
CPC میں ترمیم تھی اس کے بارے میں obviously ایک bill pass ہوا جو Section 35 (a)
of CPC, that was amended اس میں جو special cost تھی that was enhanced
from 35000 to one hundred thousand اور اس پر آپ نے بھی کہا کہ اس کو examine
کیا جائے۔ Certainly, it should be examined. لیکن ابھی میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ
Article 142 کو ساتھ شاہ صاحب ذہن میں بھی رکھیں اور میں آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ اس کو
دیکھا جائے۔ Concurrent List کے حوالے سے 18th Amendment میں جو amendments
introduce ہوئی ہیں اس میں certain provisions کو protect کیا گیا ہے اور اس میں
Evidence Act and Criminal Procedure Code یہ چیزیں protect کی گئی ہیں۔ اس
میں CPC کے حوالے سے that has to be examined, certainly the gazette
notification, which I have got جو Article 142 (b) ہے

it only mentions the Majlis−e−Shoora and the provincial assembly shall have power to make laws with respect to criminal law, criminal procedure and evidence. This is the provision. The word ‘civil procedure’ is missing from this and that has to be examined, it doesn’t become unconstitutional because the Islamabad Federal Capital Territory, now we have got our own High Court. We have passed a bill from here and any legislation which would be done for, it is Capital Territory and that would be done by the Federal Government, not by any provincial government. So, in that sense, it won’t be taken as it was unconstitutional, it was illegal. If at all the Senate has approved that bill certainly, that is within its domain and has power to pass that bill sir.

دوسری جو انہوں نے age کی بات کی ہے، اس میں دو aspects ہیں ۔ جہاں اس کے positive aspects ہیں وہاں اس کے negative aspects بھی ہیں and we have to see those negative aspects ۔ جو ہماری youth from 18 to 25 years کی ہے اس کی کیا صورت حال ہے اور due to some reasons اگر job نہیں مل سکی ، ویسے بات age کی تھی لیکن اظہار کسی اور دکھ کا ہوتا رہا، کھیں malign کیا جاتا رہا، accuse بھی کیا جاتا رہا۔ میرا خیال ہے شاہ صاحب نے ساری زندگی نوکری کے لیے apply نہیں کیا ہوگا، پتا نہیں اس عمر میں ان کو کیوں خیال آگیا کہ age limit up to 65 years extend کر دی جائے اور secondly میں سمجھتا ہوں کہ اگر آج ہم age enhance کر دیں تو آپ کی majority of population is more than 50 per cent, that is youth ranging its age from 18 to 25 years. Then you will be depriving all those people. Even for that matter the retirement age is fixed. Keeping in view that why the retirement age has been fixed, when you fix age limit for getting a job till 25 yeas and one has to work for another 35 years in the service. Secondly, بات یہ ہے کہ this is only confined to the government services ابھی جیسے ہمارے معزز رکن نے کہا کہ حکومت پاکستان کتنی ملازمتیں فراہم کر سکتی ہے اس کو private sector میں ہونا چاہیے اور private sector میں کوئی age limit نہیں ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس قرارداد پر غور ضرور کیا جا سکتا ہے لیکن

35 years age is too much, you will be depriving youth which is below 25 years and ranging between 18 and 25 years, they will be deprived from the jobs sir. So, I oppose this resolution sir.

Mr. Chairman: I think, Minister for education is not present. You should take input from Minister for education. That would be better.

سینیٹر سید نیّر حسین بخاری: وزیر تعلیم تو بیرون ملک ہیں لیکن سروس کے معاملات deal establishment کرتی ہے۔

جناب چیئرمین: وزیر تعلیم موجود نہیں ہیں اس لیے اس debate کو آپ conclude نہ کریں۔ That is very important. Sense of the House بھی آپ دیکھ لیں اور concerned minister کو conclude کرنا چاہیے۔

Senator Syed Nayyer Hussain Bukhari: I don't want to conclude it sir.

Mr. Chairman: Gul Sahib, are you concerned?

Nawabzada Ghazanfar Ali Gul: Yes sir, I am concerned minister.

Mr. Chairman: Then please go on.

نوابزادہ غضنفر علی گل: جناب چیئرمین! "ہزاروں خواہشیں ایسی کہ ہر خواہش پہ دم نکلے"۔ یہ جو relaxation ہوتی ہے age کی یا height کی، یا qualification کی، اس کا بنیادی اصول ہے کہ اگر employment ہو اور امیدوار نہ ہوں تو ان ملازمتوں کو پر کرنے کے لیے، چونکہ لوگ موجود نہیں ہیں تو آپ age relax کرتے ہیں، height relax for police, so on and so forth کرتے ہو، اگر employment opportunities ایک سو ہوں اور امیدوار ہزاروں میں ہوں تو you can't relax the age and qualification. یہ ایک بہت بڑا misconception ہے، کچھ معزز اراکین نے فرمایا ہے کہ یہاں یکساں نظام تعلیم نہیں ہے اور دوسرے ملکوں میں شاید عمر کی حد نہیں ہے، اس دنیا میں مہذب ترین ملکوں اور ترقی یافتہ ملکوں میں کہیں بھی یکساں نظام تعلیم نہیں ہے جو مہنگی تعلیم afford کرتا ہے، وہ تعلیم حاصل کرتا ہے اور جو state school میں جاتا ہے، وہ state school میں جاتا ہے۔ اصل مسئلہ، جو ان کو سوچنا چاہیے عمر کا نہیں بلکہ اہلیت کا ہونا چاہیے کہ ایک طالب علم انیس سال میں گریجویشن کر لیتا ہے تو he excels, he is not caught. حکومت کے سکولوں میں زمین پر بیٹھ کر تعلیم حاصل کرکے ایسے ایسے لوگ آئے ہیں کہ ان کا ریکارڈ دیکھ کر عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ یہ جو سکول کا فرنیچر ہے یہ ability نہیں ہوتی ہے۔ ہر طالب علم کا، ہر آدمی کا اپنا calibre ہوتا ہے، اس کو ٹاٹ پر بٹھا دیں he will excel. اس کو صوفے پر بٹھا دیں Put him in a tree school, he will excel. he will excel. جس کی commitment ہوگی وہ آگے جائے گا، وہ امیر ہو یا غریب ہو۔ یہاں پر عمر کو لیا گیا، عمر کوئی معیار نہیں ہے، ایک طرف

کہتے ہیں کہ merit ہو اور دوسری طرف کہتے ہیں کہ جو ذہین لڑکا ہے اکیس سال کی عمر میں graduation کرتا ہے اور ایک پانچ سال فیل ہو کر graduation کرتا ہے اس کو فیل ہونے کے اتنے سال آپ دے دیں، کیوں دے دیں۔ یہ تو عجیب سی بات ہے۔ حکومت کوئی employment agency نہیں ہے۔ حکومت میں job opportunities are very few. تو اس میں selection کے لیے اگر آپ عمر نہیں رکھیں گے، اہلیت نہیں رکھیں گے، امتحان نہیں رکھیں گے تو کام نہیں چلے گا۔ اس لیے we have, to have a cut off age for these kinds of employment due to supply and demand. آپ دیکھیں کہ پچیس سال کی جو حد عمر ہے، فرض کریں اس کے لیے ہمارے پاس ایک لاکھ امیدوار ہیں اور 10,000 jobs ہیں۔ if you add further slab to that of 35 years from 26, 27, 28 upto 35 تو تین، چار لاکھ امیدوار اور آجائیں گے جبکہ آسامیاں تو دس ہزار ہی رہیں گی، نوکری تو اسی کو ملنی ہے جو اہل ہے۔ اگلی عرض یہ ہے کہ زبان اور maths کے مضامین ہیں یہ technical subjects ہیں۔ Language and maths اگر آپ چھوٹی عمر سے سیکھیں گے تو آپ کو آئے گا، after 20 years آپ کو language and functional maths آجائے گا اس کا ادراک اور subject نہیں آئے گا۔ اب آپ ملازمت پر آجائیں۔ ہر ملازمت آپ ایک age سے start کرتے ہیں، آپ کی training ہوتی ہے اور آپ اپنے job میں سیکھتے ہیں۔ اگر آپ نے ۳۵ سال کی عمر میں start کرنا ہے تو آپ کی اس نظام میں moulding ہی نہیں ہو سکے گی، آپ اس سانچے میں نہیں ڈھل سکیں گے کیونکہ آپ کا جو learning period ہے وہ گزر چکا ہوتا ہے۔

جناب والا! طریقہ تو یہ ہے کہ ادھر سے جو Resolution آئی ہے، ہم اس کی وضاحت کریں اس کے بعد debate ہو۔ اب جو انہوں نے کہا کہ نوکریاں نہیں ملتی۔ شاہ صاحب کے لیے اور دیگر حضرات کے لیے عرض ہے کہ حکومت نے ۵ سال عمر پہلے ہی relax کی ہے کہ بیچ میں distortion رہی ہے، گڑ بڑ رہی ہے۔ لہٰذا پچیس سال کی جو حد across the board ہے، سوائے CSS کے امتحان کے already 5 years age rela`xation ہے۔ ہمارے دوست نے جو فرمایا کہ قاضی القضاۃ سو سال کی عمر میں بھی رکھا جا سکتا ہے۔ جناب والا! رکھا جا سکتا ہے، آج بھی رکھ لیں لیکن جو پولیس کا سپاہی ہے وہ تو ساٹھ سال کا نہیں رکھا جا سکتا۔ یہ ایک specialized job ہے۔ میں آپ کو بتاؤں کہ جو debate ہوئی ہے وہ in isolation ہوئی ہے۔ اگر میں پہلے بتاتا تو ٹھیک نہ ہوتا۔ اس

سے پہلے ایک انتہائی خطرناک چیز سامنے آئی جو سینیئر ممبر نے کہی، اگر کوئی نوجوان کہے تو مجھے اس پر تشویش نہ ہوتی۔ سینیئر لوگ جو وزیر رہے ہیں، وکیل ہیں، اسمبلیوں کا تجربہ ہے، حکومتوں میں رہے ہیں، ان کے ادوار میں age بڑھانے اور گھٹانے کا انہیں اختیار بھی تھا اس وقت انہیں خیال نہیں آیا۔ آج چونکہ ملک میں دہشت گردی کا مسئلہ ہے۔ آٹے کا مسئلہ ہو تو ہم کہتے ہیں کہ دہشت گردی بڑھ جائے گی۔ اگر پیٹرول نہیں ہوتا تو کہتے ہیں دہشت گردی بڑھ جائے گی۔ اگر نوکری کی عمر نہ بڑھی تو دہشت گردی بڑھ جائے گی۔ آج جو بھی مسئلہ اٹھے گا اس میں آپ دہشت گردی ساتھ لگا دیں گے۔ حضور والا! یہ popular سیاست ہے، leadership نہیں ہے۔ اس ایوان میں senior most اراکین ہیں، قومی اسمبلی میں تو چھوٹی عمر کے لوگ بھی آجاتے ہیں۔ یہاں پر منجھے ہوئے، پڑھے لکھے، زیادہ عمر والے لوگ، جو کہ تجربے کی وجہ سے cream ہوتے ہیں، ستر سال والے، ساٹھ سال والے انہیں سیاست کرنی ہے، band wagon کو join نہیں کرنا، انہیں یہ بتانا ہے کہ صحیح کیا ہے اور غلط کیا ہے۔ یہ سوچیں کہ یہ ہو بھی سکتا ہے یا نہیں ہو سکتا۔ اگر ہوگا تو اس کے consequences کیا ہیں، at random ایک بات کو اٹھانا چونکہ۔۔۔۔۔۔

جناب چیئرمین: چلیں اب آپ conclude کر لیجیئے۔

نوابزادہ غضنفر علی گل: میں عرض کر رہا ہوں۔ میں نے آپ کو بتانا ہے کہ عمر کی حد کی provisions ہیں۔۔۔۔۔

جناب چیئرمین: ابھی points of order بھی لینے ہیں۔ پھر مغرب کی نماز کا وقت بھی ہو رہا ہے۔

نوابزادہ غضنفر علی گل: ٹھیک ہے پھر کسی اور دن اس پر بات کر لیتے ہیں۔

جناب چیئرمین: نہیں conclude کر لیں، آپ conclude کر لیں۔

نوابزادہ غضنفر علی گل: تو پھر آپ مجھے بات کرنے دیں، اگر آپ چاہتے ہیں کہ ادھورا چھوڑ دوں اور ان کے آگے بات صحیح نہ رکھوں۔ Grade 1-15 کی upper age limit 25 سال ہے اس پر پانچ سال کا grace period دیا ہے اور یہ تیس سال تک ہو گئی ہے۔ اس سے آگے ۔۔۔۔۔۔

جناب چیئرمین: منسٹر صاحب اگر اجازت دیں تو میں House کا sense لے لوں۔ جی ڈار صاحب۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: بہت شکریہ جناب چیئرمین! میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہت sensitive issue ہے۔ ایک طرف تو جو ہمارے ساتھی نے raise کیا وہ بالکل ٹھیک ہے کہ unemployment کا جو حال ہے اور اس پر جو ban لگا رہا اور 35 سال تک age relax کر رہے ہیں اس کے پیچھے بہت valid reasons ہیں۔ اب دوسری طرف جو بخاری صاحب نے اور ہارون اختر صاحب نے کہا وہ بھی reasons ہیں۔ آپ کی پینتالیس سے پچاس فیصد youth جو 25 under ہے، اس کو آپ نے accommodate کرنا ہے اگر وہ نہیں کرتے تو young blood متاثر ہوگا۔ میں سمجھتا ہوں کہ جو اصل issue ہے، اگر اصول پر چلیں تو پھر کوئی مسئلہ نہیں ہوگا۔ یہ مسئلہ کیوں کھڑا ہوا ہے، اس لیے کھڑا ہوا ہے کہ 35 سال کی جو relaxation دی جا رہی ہے، age limit relax کی جا رہی ہے discretionary power کے تحت۔ اب یا تو یہ سہولت سب کے لیے ہو، میں اس کو support کرتا ہوں۔ یا پھر discretion ختم ہونی چاہیے۔ This must be studied in depth اور میں سمجھتا ہوں کہ اس کو relevant committee کو بھیجیں۔ اس کو اچھی طرح study کر کے لے کر آئیں پھر کسی private member day کو اس پر بحث کریں۔ دونوں میں merit ہے، میں سمجھتا ہوں کہ minimum required is اس کی discretion ختم ہونی چاہیے۔ کسی وزیراعظم کی، چیف منسٹر کی discretion نہیں ہونی چاہیے کہ He/She can relax the age limit and employ those who want to be favoured.

جناب چیئرمین: منسٹر صاحب، بخاری صاحب میرے خیال میں sense of the House لے لیتے ہیں۔ اس کو concerned committee میں بھیج کر study کر لیا جائے۔

سینیٹر حاجی غلام علی: اس کو کمیٹی میں بھیجا جائے، merit کا تو ویسے بھی جنازہ نکلا ہے۔ اس ایوان میں ہم نے کہا ہے کہ واپڈا میں اور سوئی گیس میں double MA والے بھرتی نہیں ہوئے اور میٹرک پاس بھرتی ہوئے ہیں۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے، Resolution بھی کیبنٹ کے پاس ہی جائے گا۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: وہ professional study کر کے، feed back لے کر they will bring back پھر آپ اس کو آگے لے کر چلیں۔

جناب چیئرمین: میرے خیال میں
it is a very good suggestion. If the sense of the House is there, we send it to the concerned committee to look into it.

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: جناب والا! اس کو caveat کے ساتھ بھیجیں،
they must also look into it.
جناب والا! بالکل لیکن ساتھ ان کو direction دیں کہ یہ بھی کریں کہ جن لوگوں کی age relax کی جا رہی ہے اس کو بھی examine کر لیں۔ صرف اس issue کو نہ لیں کہ 35 سال ہونی چاہیے یا نہیں ہونی چاہیے۔ Then they must come up کہ جو discretion use ہو رہی ہے اس کا کیا quantum ہے تا کہ پھر ایک فیصلہ تو ہو۔ Let us say that the House decides کہ جی 35 سال نہیں ہونی چاہیے۔

Mr. Chairman: We will send it to the Committee of the Cabinet. Mian Sahib, do you want to say something on this issue?

سینیٹر میاں رضا ربانی: جناب والا! درحقیقت یہ جو 35 سال age کی بات ہو رہی ہے اس کے پیچھے ایک تھوڑی سی تاریخ ہے وہ تاریخ یہ ہے، ٹھیک ہے یہ جو بات کی جا رہی ہے کہ جی ایک نئی کھیپ روزانہ یونیورسٹیوں سے نکل رہی ہے۔ اس میں جو ایک on ground reality رہی ہے وہ یہ ہے کہ پچھلے گیارہ ساڑھے گیارہ سال، بارہ سال جو جنرل مشرف کا دور رہا ہے، اس دور میں ایک total glut تھا جس میں سوائے چند مخصوص لوگوں کو سیاسی بنیادوں پر نوکریاں دی گئیں۔ باقی لوگوں کو ان کی political affiliations کی وجہ سے نوکریاں نہیں دی گئیں on one ground or another. لہذا اب وہ پورے گیارہ سال کا جو ایک backlog موجود ہے، وہ اس وقت in search of jobs ہے اور وہ اس وقت اس بات سے مار کھا رہا ہے کہ age limit ان کے آڑے آ رہی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ جو حاجی صاحب لے کر آئے ہیں یہ ایک one time relaxation کی بات ہے in the sense کہ یہ جو گیارہ سال کا backlog ہے، جو ایک peculiar سیاسی حالات کی وجہ سے بنا تھا اس کو کسی نہ کسی حد تک ease out کیا جائے کیونکہ دوسری طرف جہاں یہ

بھی argument اپنی جگہ بہت weighty ہے کہ جی جو نئے graduates آرہے ہیں ان کا کیا
ہوگا۔ گیارہ سال کے عرصے میں جو لوگ over age ہوچکے ہیں وہ بھی تو unemployed ہیں۔ ان
کا بھی تو آئین کے تحت حق ہے کہ ان کو نوکریاں ملیں اور ان کو absorb کیا جائے۔ لہٰذا this is
with a political background یہ تمام چیزیں کی گئی ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ one time
waiver اس کے لیے لازم ہے۔

جناب چیئرمین: چلیں ایسا کرلیتے ہیں، we send this Resolution......

سینیٹر سید نیر حسین بخاری: ہاں یہ one time والی بات
is a new thing now. Let it be examined by the Committee.

Mr. Chairman: We send the Resolution, as it is, to the concerned Standing Committee and to submit the report thereof.

(interruption)

Points of Order

Mr. Chairman: Now, we come to the Points of Order. Yes, Mian Raza Rabbani sahib.

باقی تمام defer کردیئے گئے ہیں and we come to the points of order.

سینیٹر میاں رضا ربانی: جناب والا! میں معذرت چاہتا ہوں کیونکہ شاید میں اس وقت
House میں نہیں تھا اور the honourable Senator from Rawalpindi, شاہ صاحب
نے یہ سوال اٹھایا تھا کہ ایک یا دو دن پہلے کوئی Bill pass ہوا تھا جو CPC کو amend کر رہا
ہے۔ شاہ صاحب کی بات میں نے اپنے کسی ساتھی کے وسیلے سے سنی، وہ اپنی جگہ درست ہے۔ جناب
چیئرمین! CPC Concurrent List پر item No.3 ہے اور item No.3 18th
Amendment کے ذریعے صوبوں کو منتقل ہو چکا ہے اور 142 کے تحت صرف Criminal
Procedure and evidence save کیا گیا ہے تاکہ دونوں، صوبائی حکومت اور وفاقی حکومت
یا مجلس شوریٰ legislation کرسکیں۔ اب یہ نیا قانون آیا ہے، اگر کسی oversight کی وجہ سے
یہ ہوچکا ہے اور سینیٹ سے یہ Bill pass ہوچکا ہے تو اب آپ کے توسط سے یہ بات سامنے رکھنا
چاہتا ہوں کہ میری نظر میں اس کے دو راستے یا دو حل ہیں۔ اگر تو یہ Bill Senate سے originate

ہوا ہے اور اب اس نے National Assembly میں transmit ہونا ہے تو پھر تو ایک آسان طریقہ ہے کہ National Assembly میں اس Bill کو kill کردیا جائے کیونکہ یہ Bill پورے ملک کے لیے amendment نہیں کرسکتا یا پھر National Assembly Article 142 کے تحت اس حد تک اس میں amendment کردے کہ جو CPC کی amendment درکار تھی اس کو limit کردے اسلام آباد تک کیونکہ Article 142 as amended provides that the legislative work for Islamabad or other areas not falling within any other province will be done by Majlis-e-Shoora, this is one option. But if the Bill had been transmitted from the National Assembly to the Senate and we were the last House which had passed it then it will now go to the President for his assent and therefore, through you, I would request the President that under Article 75 of the Constitution, he should send back the Bill to Majlis-e-Shoora for reconsideration with the advice that it should be limited only to the Islamabad Capital Territory under Article 142 which would then bring it within the ambit of the Constitution as it stands today.

Mr. Chairman: I have already said, I will examine it as per the amendment made in the Constitution through 18th Amendment and then whatever is the right thing to do, I will do it accordingly.

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: جناب چیئرمین! آپ کو یاد ہوگا کہ اس سلسلے میں، میں نے amendment move کی تھی اور Clause 14 کو میں نے delete کرنے کے لیے کہا تھا لیکن اس وقت وزیر قانون نے یہ بات ہمیں ensure کی تھی کہ یہ صرف ایک چیز ہے اور ہم اس کو amendment کے نئے process کے ذریعے لے کر آئیں گے لیکن میں ممنون ہوں کہ میاں صاحب نے اس کو دوبارہ اٹھایا اور فی الحقیقت یہ ایک anomaly ہے جسے ہمیں address کرنا چاہیے۔

جناب چیئرمین: اس کو میں دیکھ لوں گا۔ میں نے کہا ناں کہ I will examine it and pass the ruling accordingly. Don't worry about it. جی شاہ صاحب۔

سینیٹر سید ظفر علی شاہ: جناب چیئرمین! میں شکر گزار ہوں ان کا کہ انہوں نے کم از کم میرے اعتراض کو consider کیا۔

جناب چیئرمین: بالکل۔ We will follow it according to the rules and the Constitution.

Senator Syed Zafar Ali Shah: According to the Constitution first and then rule, sir.

دوسری بات میں یہ کرنا چاہ رہا ہوں کہ جس طریقے سے یہ option نکالی گئی ہے۔ جناب والا! جو پہلی بات میں عرض کرنا چاہتا تھا، جو قابل افسوس بات ہے کہ Upper House ہو یا Lower House ہو، Lower House کے پاس تو بہانہ ہے کہ ہم نے مارچ میں کیا تھا۔ یہ transmit ہو کر آیا ہے Upper House میں اور انہوں نے پاس کیا ہے مارچ میں before the 18th amendment. اب 18th Amendment کے بعد تو Parliament cease کر جاتی ہے ماسوائے CrPC, PPC and evidence کے کہ اس کے علاوہ اور کچھ نہیں ہو سکتا۔ باقی بات رہ گئی اسلام آباد کے حوالے سے تو وہ exact text میرے پاس نہیں ہے۔ اسلام آباد میں بہت سارے قانون ایسے ہیں جو provincial قانون ہیں but with the Presidential Order ان کو یہ سمجھا جاتا ہے کہ وہ ادھر بھی لاگو ہوں گے، ویسے تو this is a separate territory. یہ ایک الگ unit ہے لیکن بہت سارے پنجاب کے قانون ادھر لاگو ہیں۔ اگر اس قسم کی کوئی بات ہے تو وہ الگ ہو سکتی ہے but not through the legislation in the presence of 18th Amendment. اور ہم یہی رونا روتے تھے۔ میں اس وقت یہ کہنا چاہتا تھا کہ کوئی جلدی نہیں ہے۔ ایک ایک کو دیکھیں۔ اب ہم اس کو بھگت رہے ہیں۔ پہلے تو ہماری سبکی ہوئی ہے کہ ایک ہفتہ پہلے 18th Amendment pass کر رہے ہیں اور ایک ہفتے کے بعد ہمیں یہ یاد نہیں کہ ہم کون سی legislation کر سکتے ہیں اور کون سی نہیں کر سکتے۔ اس لیے جناب والا! میں جو 15 days کا بتا رہا تھا وہ منطق یہی ہے کہ اس کو بڑا thoroughly آپ دیکھیں۔ کیا Amendment کوئی مذاق ہے؟ کیا amendment روزانہ ہوتی ہے؟ ٹھیک ہے ایک ممبر بڑھا یا ایک ممبر کم ہوا، legislation ہو گئی لیکن amendment کے بارے میں جناب آپ سے زیادہ کون جانتا ہے؟ اس لیے جناب والا! ہم چیختے اور پیٹتے تھے کہ اس پر غور کر لیں۔ ابھی تو اور بڑے مسئلے ہیں لیکن خیر ان کو چھوڑیں جب بات

آئے گی تو اس وقت بات کریں گے۔ However, I am thankful to Mr. Rabbani and to this honourable House and also your honour ویسے تو جو تجویز رضا ربانی صاحب نے دی ہے ، وہ بھی consider کر لیں لیکن میری یہ request ہے کہ یہ بالکل غلط legislation ہوئی ہے، اس کو یہیں پر kill کر دیں۔ No need of this legislation to be sent to the President. یہ آپ کے اختیار میں ہے۔ صرف آپ اپنا note لکھ کر اس کو یہیں پر kill کر دیں، اس کو صدر صاحب کے پاس بھیجنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ شکریہ جناب۔

جناب چیئرمین: جی حسیب صاحب۔

سینیٹر عبدالحسیب خان: جناب چیئرمین! افسوسناک واقعہ یہ ہوا ہے کہ آپ کے حکم کے مطابق میں بدھ والے دن یہاں سے چلا گیا تھا۔۔۔۔

جناب چیئرمین: اس کو میں دیکھ لوں گا۔ آپ چیمبر میں آئیں۔ I am making an inquiry.

Senator Abdul Haseeb Khan: O.K. Thank you.

Condemnation of the Unholy Caricatures on Face Book

جناب چیئرمین: جی پیرزادہ صاحب۔

سینیٹر ڈاکٹر عبد الخالق پیرزادہ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بڑی مہربانی چیئرمین صاحب! پارلیمنٹ کے باہر بڑا احتجاج ہو رہا ہے۔ یورپ اور امریکہ کی کسی مشترکہ تنظیم نے اللہ سبحانہ تعالیٰ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خاکوں کا ایک مقابلہ بیس مئی کو کروانے کا اعلان کیا ہے۔ Everybody's Muhammad day کے نام سے انہوں نے بڑی ناپاک قسم کی نئی تحریک شروع کی ہے اور اس تحریک کے بارہ ہزار ممبر بن چکے ہیں اور یورپین ممالک کے مختلف مذاہب کے لوگ اس میں شریک ہیں۔ وہ گستاخانہ خاکوں کا مقابلہ کرانا چاہ رہے ہیں۔ یہ تحریک چل رہی ہے کہ لوگ خاکے بنا کر بھیجیں۔ آپ سے میری اپیل ہے اور میرے ساتھیوں کی بھی اپیل ہو گی انشاء اللہ اور صحافیوں کی بھی اپیل ہے کہ ایوان بالا اسے ایک مذموم تحریک قرار دے اور اس کے خلاف ایک bill پاس کرے یا کوئی بھی ایسا کام کرے کہ کم سے کم پاکستان میں اس کے نشر ہونے پر پابندی ہو۔ اگر آپ اجازت دیں تو میرا ایک چھوٹا سا پوائنٹ آف آرڈر ہے۔

جناب چیئرمین: جی۔

سینیٹر ڈاکٹر عبد الخالق پیرزادہ: اسلام آباد والے بڑا شور مچا رہے ہیں کہ اتنے لمبے لمبے مچھر ہمیں کاٹ رہے ہیں۔ ان کی بھی آبادیاں ہیں۔ اسلام آباد کے اندر والے سیکٹر ہیں۔ ہم سب کا مطالبہ ہے اور بعض صحافیوں نے مجھے لکھ کر بھیجا ہے کہ کم از کم اسلام آباد میں سپرے تو کروا دیں۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جی ڈار صاحب۔

سینیٹر محمد اسحٰق ڈار: جناب چیئرمین: ہمارے ساتھی نے جو move کیا ہے، میں اپنی پارٹی کی طرف سے اسے support کرتا ہوں لیکن تھوڑی سی information share کرنا چاہتا ہوں کہ ایوان سے پہلے یہ ہمارے نوٹس میں آیا تھا اور ہم نے پچھلے دو دنوں میں اس پر کافی views بھیجے ہیں اور آج یہ خوشخبری ہے کہ اس face book نے اس page کو block کر دیا ہے۔

جناب چیئرمین: کس کو؟

سینیٹر محمد اسحٰق ڈار: اسی page کو، جس پر یہ خاکے مانگ رہے تھے اور competition شروع کیا تھا، اس پر جو resistance تھیں۔ کافی SMS over the weekend چلیں ہم نے بھی اس پر اپنا protest register کیا لیکن آج I have been checking it, this afternoon this page has been blocked. '*Alhamdo Lillah,* this has been done but we must condemn them.

جناب چیئرمین: جی پروفیسر صاحب۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: جناب چیئرمین! میں نے بھی اس معاملے میں پوائنٹ آف آرڈر کے لیے آپ سے درخواست کی تھی۔ یہ دراصل ایک ہمہ گیر سازش ہے۔ یہ بار بار ہو رہا ہے اور ۲۰۰۶ سے خاص طور پر ہو رہا ہے اور ڈنمارک اس میں ایک اہم role play کر رہا ہے اور ان خاکوں کے سلسلے میں کہا جا رہا ہے کہ تقریباً بارہ نہیں، بیس ہزار افراد نے offer کی ہے کہ وہ خاکے بنائیں گے لیکن بدقسمتی سے پاکستان کی حکومت اور دوسرے مسلمان ممالک کی حکومتیں، اس معاملے میں insensitive ہیں، وہ اپنا کردار ادا نہیں کر رہی ہیں۔ اس بات کی ضرورت ہے کہ دنیا کے سامنے یہ بات آجائے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ناموس کی حفاظت کے لیے مسلمان کسی بھی انتہا تک جانے کے لیے تیار ہیں۔ کوئی اور مسئلہ sensitive نہیں ہے، یہ سب سے زیادہ sensitive مسئلہ ہے۔

۲۰۰۶ء کے کارٹون کے بعد وہ دیکھ چکے ہیں لیکن ہمیں provoke کیا جا رہا ہے اور حکومتوں کا فرض ہے کہ وہ اسے ہٹائیں۔ محض پاکستان میں اسے block کرنا کافی نہیں ہے۔ اسے دنیا بھر میں block کرنا چاہیے اور اس پر احتجاج ہونا چاہیے۔ میری جماعت، طلباء، ہر شخص احتجاج کر رہا ہے لیکن اگر کوئی آواز نہیں اٹھ رہی ہے تو وہ پارلیمنٹ سے ہے حالانکہ سب سے پہلے یہاں سے آواز اٹھنی چاہیے اور سب سے پہلے حکومت کو اس معاملے میں آواز اٹھانی چاہیے۔ اس لیے میں آپ کے توسط سے حکومت سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اپنے وسائل سے اور تمام مسلمان ممالک اس کے ممبر ہیں ان کے ساتھ مل کر ان معاملات پر بھرپور طریقے سے احتجاج ہونا چاہیے۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جی میاں صاحب۔

Senator Mian Raza Rabbani: Sir, I am sorry, I am just reverting back to that issue because I agree with the honourable Senator Zafar Ali Shah that if it has been passed, you know I have just come back from Umrah, I was not in the House at that time, but if it has been passed in the manner that he has said then it is totally unconstitutional. I would like to take this opportunity through you to request the Leader of the House to kindly look in to the matter.

اب اٹھارہویں ترمیم، اٹھارہویں ترمیم نہیں رہی، اٹھارہویں ترمیم اب آئین بن چکی ہے اور یہ دوسرا یا تیسرا موقع ہے کہ وزارتیں بغیر پڑھے، پرانی ڈگر پر چلتے ہوئے اپنا کام کر رہی ہیں اور اس کی وجہ سے حکومت کو embarrassment کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ لہذا as Chairman of the implementation committee میں آپ کے توسط سے قائد ایوان سے درخواست کروں گا کہ وہ پرائم منسٹر سے کہیں کہ وہ تمام وزارتوں سے کہیں کہ جو ترمیم آئی ہے، اس کا بغور مطالعہ کریں اور آئندہ اپنے business کو اس کے مطابق لے کر آئیں کیونکہ اب وہ آئین کا حصہ ہے۔ اس سے آئین کی بھی خلاف ورزی ہو رہی ہے اور روز روز حکومت کو embarrassment بھی اٹھانی پڑ رہی ہے۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جی ڈوگر صاحب۔

سینیٹر ملک صلاح الدین ڈوگر: جناب چیئرمین! میں آپ کا مشکور ہوں کہ ایک بڑے اہم معاملے، پر بولنے کا موقع دیا۔ جو معاملہ پیرزادہ صاحب نے اٹھایا ہے، میں اس کی پوری تائید کرتا ہوں بلکہ پوری پیپلز پارٹی بھی اس بات کی تائید کرتی ہے۔ یہ ایک ایسی منظم سازش ہے، جو اسلام کے خلاف ہے۔ جب بھی یہودیوں و نصرانیوں کو کوئی بھی موقع ملتا ہے، وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس طرح کے خاکے اور ایسی چیزیں پیش کرتے ہیں۔ اس معاملے میں، میں پورے ایوان سے یہ عرض کروں گا کہ ہمیں سخت مؤقف اختیار کرنا چاہیے اور پاکستان چونکہ اسلام کے نام پر بنا ہے، اسلام کا قلعہ ہے، ہم اس معاملے کے بارے میں تمام اسلامی ممالک کو بھی کہیں کہ وہ بھی اس معاملے میں ہمارا ساتھ دیں کیونکہ ناموس رسالت کے لیے ہم تمام چیزیں قربان کر سکتے ہیں، اپنی جان بھی قربان کر سکتے ہیں۔ میں عرض کروں گا کہ اس کا سختی سے نوٹس لیا جائے۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے۔ شکریہ۔ عباس خان صاحب۔

سینیٹر عباس خان: جناب چیئرمین! جب بھی ایسا موقع آتا ہے، وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات سے گستاخی کرنے کی ہمت کرتے ہیں۔ اس پر جتنا بھی احتجاج کیا جائے، کم ہے۔ اس پر حکومت جتنی بھی سختی کر سکے، کرنی چاہیے اور دنیا کو ایسا پیغام دینا چاہیے جس سے اسے پتا چل جائے کہ یہ ایک اسلامی ملک ہے۔ اس میں اگر ہمیں اپنی جانوں کا نذرانہ بھی دینا پڑے تو کم ہے کیونکہ اس سے زیادہ ظلم نہیں ہو سکتا۔

جناب چیئرمین: جی حافظ صاحب۔

سینیٹر حافظ رشید احمد: جناب چیئرمین! پوائنٹ آف آرڈر پر پیرزادہ صاحب نے جو بات کہی، اس کی میں تائید کرتا ہوں۔ اس کے ساتھ ساتھ میں یہ عرض کروں گا کہ ان لوگوں کو ہم مسلمانوں کا احساس ہی نہیں ہے۔ اسی لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ آخر وقت میں مسلمان بہت زیادہ ہوں گے لیکن ان پر لوگ اس طرح ٹوٹ پڑیں گے، جس طرح لوگ کھانے پر ٹوٹ پڑتے ہیں۔ ان کو ہماری بے بسی اور بے حسی کا اندازہ ہے۔ میں نے کل سنا کہ ایک ویب سائٹ ہے، جس پر لوگوں سے کہا جا رہا ہے کہ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق خاکے انہیں ارسال کریں۔ ابھی ڈار صاحب سے میں نے سنا کہ وہ ویب سائٹ پاکستان میں بند کر دی گئی ہے۔ اگر وہ بند ہو گئی ہے تو اچھی بات ہے لیکن میں چاہتا ہوں کہ جس طرح ڈوگر صاحب نے عرض کیا، پاکستان کی طرف سے سخت مؤقف آجائے اور اسے سفارتی بنیادوں پر لیا جائے۔ اسے ہلکے انداز میں نہ لیا جائے اور سفارتی سطح پر بھرپور طریقے

سے بات کی جائے۔ میری دوسری عرض یہ ہے کہ ہمارا ایوان اس پر ایک متفقہ قرارداد لائے کہ اس طرح کی چیزیں ہماری برداشت سے باہر ہیں اور اس پر سخت سے سخت مؤقف اپنانا چاہیے اور میں اس کی پرزور مذمت کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔

سینیٹر مولانا گل نصیب خان: شکریہ جناب چیئرمین! محترم، معزز سینیٹر پیرزادہ صاحب نے جو کہا ہے، اس کی میں مکمل تائید کرتا ہوں اور یہ عرض کروں گا کہ اسلام ایک مقدس دین ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے آنے والے تمام ادیان کے انبیاء ہمارے لیے مقدس ہیں۔ ہر نبی کے بارے میں اسلام کی تعلیمات یہی ہیں۔ اگر یہود ان پر دعویٰ رکھتے ہیں، عیسائی ان پر دعویٰ رکھتے ہیں تو ان کی بےاحترامی بھی اتنی ہی بےاحترامی ہے، جتنی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بےاحترامی ہے۔ یہ بات بھی تعلیمات میں شامل ہے کہ اگر موسیٰ علیہ السلام، عیسیٰ علیہ السلام، عزیر علیہ السلام کی کسی نے بےادبی کی تو وہی سزا جو شریعت میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کی پاداش میں دی جاتی ہے، ان انبیاء کے بارے میں بھی وہی سزا ہے۔ لہذا ہم تمام دنیا کے انبیائے کرام، مذہبی پیشواؤں کا احترام کرتے ہوئے، اس قسم کی حرکات سے دنیا اور ان لوگوں کو منع کرنا چاہتے ہیں جو اس قسم کے دلآزار خاکے شائع کرتے ہیں اور حکومت پاکستان سے مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ بھرپور انداز میں اپنے آئین اور قانون کے دائرے میں رہتے ہوئے ایسا موقف اختیار کرے کہ آئندہ ایسا نہ ہو۔

جناب چیئرمین: جی غفار قریشی صاحب۔

سینیٹر عبدالغفار قریشی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب! میں بھی جناب پیرزادہ صاحب کے اٹھائے ہوئے نکتے کی بھرپور حمایت کرتا ہوں۔ اس کے ساتھ یہ بھی عرض کرتا چلوں جیسا کہ میرے دوستوں نے بھی کہا کہ مسلمان کبھی یہ برداشت نہیں کر سکتا کہ شانِ رسالت ﷺ میں کسی قسم کی کوئی گستاخی کی جائے۔ لہذا اس عمل کی ہمیں بھرپور مذمت کرنی چاہیے اور حکومت کو اس کا سخت noticeلینا چاہیے اور ایسے اقدام کرنے چاہییں کہ آئندہ کسی کو جرات نہ ہو کہ وہ نبی آخر الزماں ﷺ کی شان میں کوئی گستاخی کرے۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے۔ .Thank you بخاری صاحب، کل کس وقت اجلاس کیا جائے؟ صبح کر لیا جائے؟

سینیٹر سید نیر حسین بخاری: جناب! رضا صاحب کی شاید میٹنگ ہے۔

جناب چیئرمین: آپ کی میٹنگ کتنے بجے ہے؟

سینیٹر میاں رضا ربانی: جناب! National Security کی meeting ہے۔

جناب چیئرمین: اگر sense of the House ہے تو پھر کل تین بجے رکھ لیں؟

Senator Mian Raza Rabbani: I will be grateful.

سینیٹر سید نیر حسین بخاری: چار بجے رکھ لیں۔

جناب چیئرمین: نہیں، چار بجے نہیں۔

let us conclude the discussion on the President's Address.

Senator Syed Nayyer Hussain Bokhari: We will conclude that sir.

جناب چیئرمین: کل تین بجے start کر لیتے ہیں۔ تین بجے کریں گے تو ساڑھے تین بجے شروع ہو گا۔ آپ دیکھیں آج ڈیڑھ گھنٹے تک quorum پورا نہیں ہوا۔ I will start at 3:30. میں تین بجے رکھ لیتا ہوں. but we will start at 3:30.

(مداخلت)

جناب چیئرمین: اچھا، I will be sitting over here. میں ساڑھے تین بجے آ جاؤں گا، یہ میں نے آپ کو بتا دیا ہے

any member here or not, I will come at 3:30 sharp.

Senator Mian Raza Rabbani: Thank you sir.

Mr. Chairman: The House stands adjourned to meet again on Tuesday the 18th May, 2010 at 3:30 p.m..

[The House was then adjourned to meet again on Tuesday the 18th May, 2010 at 3:30 p.m.]